بلاک نمبر 2 عصر اسلامی واموی

اکائی نمبر : 4 خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

اکائی کے اجزاء ومشمولات:

4.1 تمہید

4.1.1 خطابت کی لغوی تعریف

4.1.2 خطابت کی اصطلاحی تعریف

4.1.3 خطابت کے عناصر

4.1.4 اسلوب خطابی

4.1.5 دور اسلام میں خطابت

4.1.6 عصر اسلامی میں خطابت کی امتیازی خصوصیات

4.1.7 عصر اسلامی کے ممتاز خطباء

4.2 اغراض ومقاصد

4.3 متن سبق : الأَصْحَابُ الْحَاضِرُوْنَ - خُطْبَةُ عَلِيّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه

4.4 صاحب متن کا تعارف : حضرت علی رضی اللہ عنہ

4.4.1 پیدائش اور حالات زندگی

4.4.2 آپ کے اخلاق اور خداداد صلاحیتیں

4.4.3 آپ رضی اللہ عنہ کا نمونہ کلام

4.4.4 نہج البلاغۃ

4.5 متن کا ترجمہ : موجودہ رفقاء از حضرت علی بن ابی طالبؓ

4.6 لغوی تحقیق

4.7 ادبی صنف کا تعارف

4.8 متن سبق کا موضوع

4.9 متن سبق کی توضیح وتشریح

4.9.1 خطبہ کا پس منظر

4.9.2 مضمون

4.10 متن کی خصوصیات

4.10.1 معنی اور مضمون کے اعتبار سے

4.10.2 سامعین کو مطمئن کرنے کے اعتبار سے

4.10.3 اپنی بات کو مؤثر کرنے کے لئے ترغیب وترہیب کا استعمال

4.11 اسلوبی خصوصیات

4.12 خلاصہ : موجودہ رفقاء ۔ از حضرت علی رضی اللہ عنہ

4.13 نمونہ سوالات

4.13 مطالعہ کیلئے مفید کتابیں

4.1 تمہید:

قبل اسکے کہ دور اسلام کے ایک عظیم خطیب حضرت علیؓ کی تقریر کا متن اور اسکی ادبی خوبیوں اور آپکی عمدہ صلاحیتوں پر گفتگو ہو بہتر ہے کہ فن خطابت کی اہمیت اور اسکی ضرورت ، دینی وسیاسی حلقوں میں اسکے اثرات سے متعلق تمہیدی گفتگو کیجائے جسکے پیش نظر چند تفاصیل درج ذیل ہیں.

4.1.1 خطابت کی لغوی تعریف:

عوام سے اجتماعا ہم کلام ہونے کا نام خطابت ہے

4.1.2 خطابت کی اصطلاحی تعریف:

خطابت اصطلاحا اس فن کا نام ہے جس کا مقصود و مطمح عوام سے خطاب کرنا اور ان کے دل ودماغ میں اپنی غایت ومنشا اتارنا ہے۔
خطابت میں ترغیب وترہیب دونوں ہیں۔

4.1.3 خطابت کے عناصر:

(۱) خود مقرر یا خطیب جو اپنے فن اور شخصیت کی معرفت عوام سے خطاب کرتا ہے

(۲) اس کا پیام یا موضوع ,جس کا اظہار انفرادی اور مقصود اجتماعی ہوتا ہے

(۳) سامعین وحاضرین جن سے خطاب کیا جاتا ہے

4.1.4 اسلوب خطابی:

اس اسلوب میں معانی اور الفاظ کا زور نمایاں ہوتا ہے، دلیل وبرہان اور تر وتازہ عقل کی قوت ظاہر ہوتی ہے،اس اسلوب میں ایک خطیب اور مقرر اپنے سامعین کے ارادے سے ہم کلام ہوتا ہے تاکہ ان کے عزائم اور خیالات کو برانگیختہ کرکے ان کے حوصلوں کو بلند کرے، سامعین کے دلوں میں خطیب کا مقام ومرتبہ، اس کا زور بیان، اس کی دلیل کی مضبوطی، اس کی آواز کا اتار چڑھاؤ، اس کا حسن بیان اور دوران خطابت اس کے اشارات ان سب چیزوں سے اس اسلوب کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔

اس اسلوب کی نمایاں خصوصیت الفاظ کی تکرار، مترادفات کا استعمال، کہاوتوں کا بیان کرنا، بھاری بھرکم اور زوردار کلمات کا استعمال کرنا ہے۔

اس اسلوب میں بہتر یہ ہوتا ہے مختلف تعبیریں یکے بعد دیگرے بدلتی رہیں، اخبار سے استفہام کی طرف، اور استفہام سے تعجب کی طرف، اور تعجب سے انکار کی طرف یعنی مقرر ایک مضمون کو مختلف پیرایوں سے بار بار بیان کرے، مترادف الفاظ استعمال کرے، کہاوت و امثال بیان کرے، نیز تعبیرات بدلتا رہے، کبھی خبر کی شکل میں، کبھی استفہام کی شکل میں، کبھی تعجب کے انداز میں، کبھی انکار کی صورت میں اپنا بیان پیش کرے، ایک ہی تعبیر نہ اختیار کرے، نیز بیان میں ایسی جگہ رکے جہاں مضمون پورا ہو، سامعین کے دلوں کو تشفی ہو۔

4.1.5 دور اسلام میں خطابت:

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جب بھی کسی ملک یا قوم میں کوئی تحریک یا مشن ابھرتی ہے خواہ وہ سیاسی ہو یا مذہبی یا سماجی یا معاشرتی، اس کو روشناس کرانے، ملک یا قوم میں اس کا تعارف کرانے کے لئے سب سے پہلے خطابت یا تقریر ہی کو اس کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا جاتا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس ذریعہ سے اپنی بات پڑھے لکھے لوگوں، اصحاب فکر ونظر اور سوجھ بوجھ رکھنے والے طبقہ سے لے کر

ان پڑھ اور معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے طبقہ تک آسانی سے پہنچائی جاسکتی ہے، اوراسی ذریعہ سے اس بات کا بھی بڑی حدتک فوری طور پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کہی ہوئی بات کا کتنا اثر سننے والوں پر ہوا، کیونکہ مخاطب سامنے ہوتا ہے اور پورا ماحول اپنی نظروں میں، چنانچہ عمل اور ردعمل اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ آپ کی نگاہ کے سامنے ایک حقیقت عریاں بن کر آجاتی ہے جسے ہم اصطلاح میں اثر کہتے ہیں، اس اثر کے پیدا ہونے کا انحصار مقرر کے اپنی تحریک یا مشن سے قلبی لگاؤ، اس سے خلوص، حق وحقیقت سمجھ کر سامعین کے سامنے عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ پورے جوش وخروش، اپنی زبان وبیان کی پوری توانائیوں اور انداز گفتار کی پوری رعنائیوں اور یقین واعتقاد کی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ پیش کرنے پر ہے کہ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ کے ہر موڑ پر جب بھی کوئی تحریک ابھری، خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی، اس کی دعوت دینے والے خطابت اور تقریر کے ماہر اور یکتائے روزگار خطیب رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خدا نے ہر زمانہ اور ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو اس حربہ سے پوری طرح مسلح کرکے اور اثر اندازی کے اس ذریعہ کو پوری طرح استعمال کرنے کی صلاحیت سے متصف کرکے مبعوث کیا، جنھوں نے اس کے سہارے ملک وقوم کے قوائے ذہنیہ وفکریہ میں ایک نمایاں تغیر اور ان کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا کردیا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے ذریعہ دین مسیحی کے آنے کے بعد، تاریخ کا سب سے اہم واقعہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ اسلام کی دعوت کا ظہور ہے، جو ایسے مذہبی، سیاسی اور سماجی ومعاشرتی حالات میں ظاہر ہوئی جنھوں نے سب سے پہلے جزیرہ نمائے عرب اور اس کے بعد ساری دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی، کیوں کہ اس نے عہد پارینہ کے کھنڈروں پر ایک ایسی نئی دنیا تعمیر کرنے کی دعوت دی جس میں انسان کی مادی ضروریات کو عدل وانصاف کے ساتھ پوری ہونے کی یقین دہانی کے ساتھ اس کے دل ودماغ کی غذا فراہم کرنے کی بھی ضمانت دی گئی تھی، اور اس کی بنیاد ومرکز اور محور قرآن کو قرار دیا گیا جسے خدا نے اپنے آخر پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ انسانوں تک پہنچایا۔

اسلام کی دعوت بڑی حد تک نئی، اچھوتی اور بڑی دوررس نتائج کی حامل تھی، اس لئے اس کے داعی حضرت محمد ﷺ کو اللہ نے اس کو فروغ دینے کے لئے ہر قسم کے اوصاف سے متصف اور ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح کرکے بھیجا، اور ان میں سب سے بڑا مؤثر حربہ اور ذریعہ زبان تھی اور اس کا مظہر خطابت یا تقریر۔

چنانچہ تمام نقادوں اور علماء کا اتفاق ہے کہ آپ اپنے عہد کے سب سے بڑے فصیح وبلیغ مقرر، اور مؤثر خطیب تھے، آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے چار خلفاء فن خطابت میں اس زمانہ میں ممتاز رہے، یہ حضرات سربراہ مملکت ہونے کے اعتبار سے زبان وبیان اور اثر اندازی میں مثالی مقررین سمجھے جاتے ہیں لیکن ان میں بحیثیت ادیب اور مثالی مقرر حضرت علیؓ اس زمانہ میں سب سے ممتاز تھے۔

4.1.6 عصر اسلامی میں خطابت کی امتیازی خصوصیات:

صدر اسلام کی خطابت کا اگر زمانۂ جاہلیت کی خطابت سے موازنہ کریں تو ہمیں مندرجہ ذیل خصوصیات نظر آئیں گی:

(۱) صدر اسلام میں پہلی مرتبہ جمعہ اور عیدین میں اور حج کے موقعہ پر خالص دینی تقریر کا رواج ہوا، ان کے علاوہ آنحضرت ﷺ اور خلفاء نے حسب موقعہ وعظ وارشاد کی تقریریں بھی کیں۔

(۲) دینی وسیاسی پارٹیوں کے قیام، اور حکومت وخلافت کے افتتاح کے موقعہ کی تقریریں، جیسے حضرت ابوبکرؓ کا وہ خطبہ جو آپ نے خلیفہ منتخب ہونے پر سقیفہ بنی ساعدہ میں دیا تھا، جس کے بعد خلافت کے مسئلہ میں اختلاف ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔

(۳) تقریروں میں اثر اندازی کی ایسی قوت کا پایا جانا جس سے بعض وقت سخت دل بھی پگھل کر موم ہوجاتے تھے اور غصہ سے سرخ آنکھیں

آنسوؤں کی لڑیاں پرونے لگتی تھیں، جیسے آنحضرت ﷺ کی وہ تقریر جو آپ نے انصار کے سامنے اس وقت کی تھی جب آپ کو مال غنیمت کے تقسیم کے سلسلہ میں انصار کی شکایت پہونچی تھی اور جسے سن کر سب زار وقطار رونے لگے تھے اور ایک زبان ہو کر بول پڑے تھے کہ نہیں آپ کا فیصلہ دل وجان سے قبول، اور آپ کی ذات گرامی سب سے زیادہ محبوب ومقبول ہے۔

(۴) کاہنوں اور پروہتوں کے مسجع ومقفی جملوں کے بجائے، خوبصورت چیدہ اور موزوں الفاظ کے سہارے، ایسے فصیح وبلیغ جملوں کا استعمال جن کے ذریعہ معانی ومطالب واضح طریقہ سے سامع کے دل ودماغ میں اتر جاتے تھے جس کا انداز اور اسلوب اتنا پسندیدہ ہوتا تھا کہ تقریر شہ پارہ بن جاتی تھی۔

(۵) اس زمانہ میں پہلی دفعہ اللہ کی حمد وثنا سے تقریر کی ابتدا

(۶) لوگوں کو اپنی بات سمجھانے اور مختلف مسائل میں انھیں قائل کرنے کے لئے قرآن کریم کے انداز سے مدد اور طریقہ استدلال کا استعمال اور موقعہ محل کے لحاظ سے کبھی لمبی اور کبھی اتنی مختصر تقریر کرنا کہ چند جملوں پر ختم ہوجائے۔

4.1.7 عصر اسلامی کے ممتاز خطباء :

عصر اسلامی کے سب سے ممتاز سب سے بڑے، بے مثال و بے نظیر، فصاحت وبلاغت میں لاثانی خطیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپکے بعد آپکے خلفاء کا مقام ومرتبہ ہے، ان میں بھی حضرت علی کی شخصیت زبان وبیان، فصاحت وبلاغت میں ممتاز ہے۔

4.2 اغراض ومقاصد:

اس اکائی کو پڑھنے سے عصر اسلامی میں فن خطابت کے عروج، خطابت کے عناصر، اس کے اسلوب، خطابت کے اقسام اور حضرت علیؓ کی بلاغت وفصاحت اور عربی ادب میں آپ کے گرانقدر اضافہ کے تعلق سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

4.3 متن سبق : الأَصحَابُ الحَاضِرُوْنَ – خُطْبَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه :

تَحَدَّثَ ابْنُ عَائِشَةَ فِيْ إِسْنَادٍ ذَكَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انْتَهى إِلَيْهِ أَنَّ خَيْلاً لِمُعَاوِيَةَ وَرَدَتْ الأَنْبَارَ فَقَتَلُوْا عَامِلاً لَه يُقَالُ لَه حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ ، فَخَرَجَ مُغْضبًا يَجُرُّ ثَوْبَه حَتّى أَتى النُّخَيْلَةَ وَاتَّبَعَه النَّاسُ فَرَقى رُبَاوَةً مِّنَ الأَرْضِ ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنى عَلَيْهِ وَصَلّى عَلى نَبِيِّه صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ :

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ الجِهَادَ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ ، فَمَنْ تَرَكَه رَغْبَةً عَنْه أَلْبَسَهُ اللهُ الذُّلَّ ، وَسِيَّمَا الخَسَفُ وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ ، وَقَدْ دَعَوْتُكُمْ إِلى حَرْبِ هٰؤُلاءِ الْقَوْمِ لَيْلاً وَنَهَاراً ، سِرًّا وَّإِعْلاناً ، وَقُلْتَ لَكُمْ :أُغْزُوْهُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّغْزُوْكُمْ ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِه! مَا غُزِيَ قَوْمٌ قَطُّ فِيْ عُقْرِ دَارِهِمْ إِلا ذَلُّوْا فَتَخَاذَلْتُمْ وَتَوَاكَلْتُمْ وَثَقُلَ عَلَيْكُمْ قَوْلِيْ ، وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا حَتّى شُنَّتْ عَلَيْكُمُ الْغَارَاتُ . وَهٰذَا أَخُوْ غَامِدٍ قَدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الأَنْبَارَ وَقَتَلُوْا حَسَّانَ بْنَ

حَسَّانَ ، وَرِجَالاً مِّنْهُمْ كَثِيْراً وَّنِسَاءً . وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِه لَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّه كَانَ يُدْخَلُ عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ وَالْمُعَاهَدَةِ فَتُنْتَزَعُ أَحْجَالُهُمَا وَرُعُثُهُمَا ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَوْفُوْرِيْنَ لَمْ يُكْلَمْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ كَلْمًا ، فَلَوْ أَنَّ امْرَأً مُسْلِمًا مَاتَ مِنْ دُوْنِ هذَا أَسَفاً مَّا كَانَ عِنْدِيْ فِيْهِ مَلُوْماً ، بَلْ كَانَ بِه عِنْدِيْ جَدِيْراً . يَا عَجَباً كُلَّ الْعَجَبِ ! عَجَبٌ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَ يُشْغِلُ الْفَهْمَ ، وَ يُكْثِرُ الأَحْزَانَ مِنْ تَظَافُرِ هؤُلاءِ الْقَوْمِ عَلَى بَاطِلِهِمْ ، وَفَشْلِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ ، حَتّى أَصْبَحْتُمْ غَرْضاً تُرمَوْنَ وَلا ترمُوْنَ ، وَيُغَارُ عَلَيْكُمْ وَلا تُغِيْرُوْنَ ، وَيُعْصَى اللهُ فِيْكُمْ وَتَرْضَوْنَ ، إِذَا قُلْتُ لَكُمْ :أُغْزُوْهُمْ فِيْ الشِّتَاءِ قُلْتُمْ :هذَا أَوَانُ قَرٍّ وَصَرٍّ ، وَإِنْ قُلْتُ لَكُمْ :أُغْزُوْهُمْ فِيْ الصَّيْفِ قُلْتُمْ :هذِه حَمَارَّةُ الْقَيْظِ ، أَنْظِرْنَا يَنْصَرِمُ الْحَرُّ عَنَّا . فَإِذَا كُنْتُمْ مِنَ الْحَرِّ وَ الْبَرْدِ تَفِرُّوْنَ ، فَأَنْتُمْ وَاللهِ مِنَ السَّيْفِ أَفَرُّ ، يَا أَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلا رِجَالَ وَيَا طَغَامَ الأَحْلامِ ، وَ يَا عُقُوْلَ رَبَّاتِ الْحِجَالِ ! وَاللهِ! لَقَدْ أَفْسَدْتُّمْ عَلَيَّ رَأْيِيْ بِالْعِصْيَانِ ، وَلَقَدْ مَلأْتُمْ جَوْفِيْ غَيْظاً حَتّى قَالَتْ قُرَيْشٌ :اِبْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ ، وَلكِنْ لا رَأْيَ لَهُ فِيْ الْحَرْبِ . لِلّهِ دَرُّهُمْ ! وَمَنْ ذَا يَكُوْنُ أَعْلَمُ بِهَا مِنِّيْ أَوْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاساً ، فَوَاللهِ ! لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِيْنَ ، وَلَقَدْ نَيَّفْتُ الْيَوْمَ عَلَى السِّتِّيْنَ ، وَلكِنْ لا رَأْيَ لِمَنْ لا يُطَاعُ – يَقُوْلُهَا ثَلاثاً – .

4.4 صاحب متن کا تعارف : حضرت علی رضی اللہ عنہ

4.4.1 پیدائش اور حالات زنگی:

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہجرت سے اکیس سال قبل پیدا ہوئے ،گھریلو معاشی حالات کی کمزوری کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آپ کے زیر کفالت رہے، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو اس وقت آپ قریب البلوغ تھے، آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وحمایت میں بہت سی نمایاں خدمات انجام دیں، غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، کیونکہ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لئے پیچھے چھوڑ دیا تھا، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول بنے، آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر شوری کے ذریعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو حجاز میں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ کی، کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے بدلہ نہ لینے کی بناء پر ناراض تھے، شامیوں نے اس سلسلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت کی، پھر تو فتنہ کا بازار گرم ہو گیا، اتحاد اسلامی کی گرہیں کھل گئیں، مسلمانوں کی قوت کمزور ہو گئی اور مسلمان واضح طور پر دو گروہوں میں بٹ گئے،

ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اورطویل عرصہ تک آپس میں قتل وغارت گری ہوتی رہی، دونوں میں سے کسی ایک کی حکومت مستحکم ہوئے بغیر تلواریں نیاموں میں واپس نہ گئیں، خوارج نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اس فتنہ کے تین بڑے محرکین کوقتل کردیا جائے جو کہ معاویہ، عمرو بن عاص اورعلی ہیں، چنانچہ امیرالمؤمنین رضی اللہ عنہ ابن ملجم کے حصہ میں آئے، اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو بے خبری کے عالم میں 40ھ میں مسجد کوفہ میں شہید کردیا، آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چارسال اورتقریبا نو ماہ بنتی ہے.

4.4.2 آپ کے اخلاق اورخداداد صلاحیتیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ قوی الاعضاء اورگھٹیلے جسم کے مالک تھے،نہایت جنگ جواور بہادر تھے،انہیں اس بات کی قطعا کوئی پرواہ نہیں تھی کہ موت ان پرحملہ کرے یاوہ موت پرحملہ کریں، ان کی ذات تفقہ فی الدین میں سندوحجت اورتقوی میں کامل نمونہ تھی،حق کے معاملہ میں نہایت سخت اور بڑے خوداعتماد تھے، دین اور دنیاوی امورمیں کسی قسم کی نرمی کے قائل نہ تھے، یہی ان کا بلند کردارتھا جوان کے مخالف فہم وفراست کے مالک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے معاون ثابت ہوا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلاف میں ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی فصیح وبلیغ نظرنہیں آتااورنہ خطابت میں کوئی ان کے ہم پلہ ہوا، آپ رضی اللہ عنہ وہ مرددانا تھے جن کے بیان سے حکمت ودانائی کے چشمے ابلتے تھے اورایسے مقرر تھے جن کی زبان پر بلاغت ٹپکتی تھی، ایسے واعظ تھے جودلوں اورکانوں کوموہ لیتے تھے، آپ کی تحریر دقیق اورمسکت دلائل سے پُرہوتی تھی، اورایسے قادرالکلام تھے جس موضوع پر چاہتے تقریر کرلیتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ بالاتفاق مسلمانوں کے سب سے بڑے خطیب اورانشاء پردازہیں، جہاد کی ترغیب میں آپ کے خطبات، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے گئے خطوط اوردنیا کے وصف میں لکھی گئی تحریریں اوراشترنخعی کے ساتھ کیا ہوامعاہدہ(بشرطیکہ صحیح ہو) یہ چیزیں عربی زبان کے معجزات اوربشری عقل کے بےنظیر شاہکارہیں.

4.4.3 آپ رضی اللہ عنہ کانمونہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کاکلام تین محوروں کے گردگھومتا ہے

(۱) خطبات وفرامین

(۲) خطوط ورسائل

(۳) حکم ونصائح

اسی ترتیب سے شریف رضی نے ان کو" نہج البلاغۃ" نام کی کتاب میں جمع کردیا ہے اوران کے متعلق اس نے کہا ہے کہ" یہ کتاب اپنا مطالعہ کرنے والے کے لئے بلاغت کے دروازے کھولتی ہے اورفصاحت تک پہنچانے میں مدد کرتی ہے، اس میں معلم اورمتعلم دونوں کی تشنگی کی سیرابی ہے، عابد اورزاہد سبھی کی ضروریات کا سامان ہے، اثناء کلام میں جگہ جگہ توحید اورعدل پر مبنی پُرمغز بحثیں ہیں جوعلمی پیاس بجھاتی ہیں اورشکوک وشبہات کاپردہ چاک کرتی ہیں لیکن بعض ناقدین کا خیال ہے کہ اس کتاب میں اکثرخطبے وغیرہ بعد میں درج کردئے گئے ہیں اورانہیں آپ کی طرف غلط منسوب کردیا گیا ہے.

.عبدالحلیم ندوی نے اپنی کتاب عربی ادب کی تاریخ میں ''نہج البلاغۃ'' پرسیر حاصل بحث کی ہے، افادہ کے پیش نظر ذیل میں اس کو نقل کیا جاتا ہے:

حضرت علیؓ کے نثری شہ پارے تین قسم کے ہیں:

(۱) تقریریں اور احکامات

(۲) خطوط ونوٹس

(۳) پندونصائح، عقل ودانش کے مقولے

آپ کے شہ پاروں کے ان تینوں قسموں کو کتاب ''نہج البلاغۃ'' میں جمع کر دیا گیا ہے۔

4.4.4 نہج البلاغۃ:

''نہج البلاغۃ'' کو الشریف الرضی نے ترتیب دیا ہے، اس کام کو انہوں نے ۱۰۰۹ء مطابق ۴۰۰ھ میں اسی ترتیب سے مکمل کیا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا، اور کہا ہے کہ ''میں نے ان تینوں قسموں کو الگ الگ ابواب میں جمع کر دیا لیکن ہوسکتا ہے کہ جو کچھ میں نے جمع کیا ہے، اس میں ترتیب وتبویب کی وہ خوبی نہ ملے جو ہونی چاہئے.... الخ، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب کے مضامین میں تاریخی تسلسل مفقود ہے۔

علماء اور نقادوں میں اس بارے میں شدید اختلاف ہے کہ ''نہج البلاغۃ'' میں جو مضامین، تقریریں اور مقولے حضرت علیؓ کے نام سے جمع کئے گئے ہیں وہ واقعی ان کے ہی ہیں یا ان کے جمع کرنے والوں نے اپنی طرف سے گڑھ کر ان کے نام سے اس کتاب میں منسوب کر دئے ہیں۔

شوقی ضیف کہتے ہیں کہ حضرت علی نے بہت سی تقریریں اپنی یادگار چھوڑی ہیں لیکن ان وہ تقریریں (خطب) مراد نہیں ہیں جو کتاب ''نہج البلاغۃ'' میں ملتی ہیں، کیونکہ ان کی اکثریت من گھڑت ہے اور حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں، اس بات کی طرف بہت سے علماء نے اشارہ کیا ہے، پھر ان علماء میں اس بات پر اختلاف ہے کہ ''نہج البلاغۃ'' میں حضرت علی کے نثری شہ پاروں کو جمع کرنے کا یہ کام الشریف المرتضی متوفی ۴۳۶ھ نے کیا ہے یا یہ کام ان کے بھائی الشریف الرضی متوفی ۴۰۶ھ نے سرانجام دیا، چنانچہ ابن خلکان نے اپنی کتاب ''وفیات الاعیان'' میں اول الذکر کا تذکرہ لکھتے ہوئے کہا ہے کہ لوگوں کے درمیان کتاب ''نہج البلاغۃ'' کے بارے میں جو امام علی بن ابی طالبؓ کے کلام کا مجموعہ ہے اختلاف ہے، الشریف المرتضی نے اس کو جمع کیا یا ان کے بھائی الرضی نے اسے جمع کیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے کلام کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس شخص کا کلام ہے جس نے اسے جمع کیا ہے اور ان کی طرف منسوب کر دیا ہے''۔

اسی بات کو یافعی نے ''مرآۃ الجنان'' میں اور ابن العماد نے ''شذرات الذہب'' میں دہرایا ہے

ذہبی نے ''میزان الاعتدال'' میں اس بات کو زور دے کر کہا ہے کہ شریف مرتضی ہی وہ شخص ہے جس نے ''نہج البلاغۃ'' وضع کیا ہے

ابن حجر عسقلانی نے بھی ''لسان المیزان'' میں انھیں کے نقطۂ نظر کو اپنایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جو شخص بھی ''نہج البلاغۃ'' کا مطالعہ کرے گا وہ پورے وثوق سے کہہ دے گا کہ یہ حضرت علیؓ پر جھوٹی تھوپی ہوئی چیز ہے، کیوں کہ اس میں سیدین ابوبکرؓ اور عمرؓ پر کھلی ہوئی گالی موجود ہے اور ان کی بے عزتی کی باتیں ہیں، اس میں ایسا تناقض (یعنی ایک بات کہنے کے بعد دوسری جگہ اسی کے خلاف بات کہنا) اور اتنی رکیک چیزیں (یعنی معیار سے گری ہوئی چیزیں) اور ایسی عبارتیں ہیں کہ جس شخص کو بھی قریش اور صحابہ کے مزاج سے اور ان کے علاوہ متاخرین میں ان لوگوں کے مزاج سے جو ان کے بعد آئے واقفیت ہوگی، اسے پختہ یقین ہوجائے گا کہ کتاب کا زیادہ حصہ باطل ہے

نجاشی متوفی ۴۵۰ھ نے اپنی کتاب ''الرجال'' میں خیال ظاہر کیا ہے کہ نہج البلاغۃ کا مؤلف الشریف الرضی ہی ہے

یہ بات خود الرضی اور اس کتاب کے شارحین کی گواہی سے صحیح ثابت ہوجاتی ہے، کیونکہ اس نے اس کی تفسیر کی پانچویں جلد میں خود ہی ذکر کیا ہے کہ ''اسی نے اس کو لکھا ہے اور خود ہی اس کا نام ''نہج البلاغۃ'' رکھا ہے، اس بات کو اپنی کتاب ''مجازات الآثار النبویۃ'' میں بھی

ذکر کیا ہے

ابن الحدید متوفی ۶۵۵ھ نے کتاب کی اپنی تشریح میں اعتراف کیا ہے کہ اس کے خطبات الشریف الرضی کی کارستانی ہیں

ابن میثم کا بھی نہج البلاغۃ کی شرح میں یہ خیال ہے کہ یہ الشریف الرضی کی تصنیف ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ ''نہج البلاغۃ'' الشریف الرضی کی کارستانی اور اسی کی گڑھی ہوئی چیز ہے، مگر ایسا لگتا ہے کہ پوری کتاب اس کی تالیف نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بہت سے ارباب الھوی اور فصیح شیعوں نے بہت سے خطبے اور اقوال حضرت علیؓ کی طرف منسوب کردئے ہیں، اس بات کی تصدیق مسعودی نے ''مروج الذہب'' میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ہوجاتی ہے، مسعودی کہتے ہیں کہ تمام جگہوں میں کی گئی تقریروں میں سے جن کو لوگوں نے زبانی یاد کرلیا تھا ان کی تعداد چارسواسی (۴۸۰) کے اوپر ہے جنھیں حضرت علیؓ فی البدیہ دیا کرتے تھے، لوگوں نے انھیں کو قولا اور عملا اختیار کرلیا، ایسا لگتا ہے کہ الشریف الرضی کو کچھ مواد مل گیا جس سے اس نے اپنی کتاب گڑھ لی اور اس مواد کی بنیاد سجع پر ہے، اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علی کی طرف اس کی نسبت جھوٹ ہے، کیونکہ یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ حضرت علیؓ سجع کو استعمال کرتے جب کہ رسول کریم ﷺ نے سجع کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان نے بھی اس سے پوری طرح پرہیز کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی تقریروں کو سمجھنے کے لئے اس کتاب پر اعتماد کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں پہلے مصادر رجوع کرنا ضروری ہے جیسے جاحظ کی ''البیان والتبیین''، ہے، جاحظ نے حضرت علی کے بعض خطبات، ان کا کلام اور ان کی پند ونصائح کا کچھ حصہ نقل کیا ہے

ان باتوں کے علاوہ بعض جانوروں اور چڑیوں مثلا مور وغیرہ کا وصف اس کتاب میں ملتا ہے جو ظاہر ہے صدر اسلام کی بات نہیں ہے، کیونکہ مدینہ اور مکہ جیسے شہروں میں مور، تیتر جیسے چڑیوں کا وجود کہاں تھا، یہ سب باتیں عباسی عہد کی ایجاد ہیں اور یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ کتاب کے اکثر مضامین من گھڑت ہیں، مگر حنا الفاخوری نے اپنی کتاب ''الجدید فی الادب العربی'' میں اس کتاب کے جعلی ہونے کی بہت سی دلیلیں دینے کے بعد کہا ہے کہ ''مگر یہ سب دلیلیں اتنی کمزور ہیں کہ ان سے پورا اطمنان نہیں ہوتا''، اس کے بعد انھوں نے کوشش کی ہے کہ ''نہج البلاغۃ'' میں جو کچھ آیا ہے اس کو صحیح ثابت کریں چنانچہ انہوں نے ہر الزام کی تردید یا تاویل کرنے کی کوشش کی ہے جو دل کو نہیں لگتی اور ایسا لگتا ہے کہ محض بات کی پیچ کررہے ہیں، کوئی معقول اور مطمئن کرنے والی دلیل نہیں پیش کرسکے ہیں۔

نہج البلاغۃ کی اہمیت وافادیت:

کتاب ''نہج البلاغۃ'' عربی زبان وادب کی مشہور ترین کتاب ہے، اسی لئے جب سے یہ منظر عام پر آئی ہے علماء، ادباء، اور نقادوں کی توجہ کا مرکز اور مطالعہ ومناقشہ کا محور رہی ہے، کیوں کہ یہ ہر قسم کے مضامین کا خزانہ ہے، چنانچہ اس میں دین وسیاست، لاؤلشکر، نظم ونسق، امور مملکت اور رموز سلطنت اور سماج ومعاشرہ سے متعلق بڑی قیمتی اور مفید معلومات جمع کردی گئی ہیں، اس لئے مختلف ملکوں میں اس کی طباعت ہوئی اور کئی لوگوں نے اس کی شرح لکھی، جن میں مشہور دو شرحیں ہیں، ایک ابن أبی الحدید کی اور دوسری امام محمد عبدہ کی۔

4.5 متن کا ترجمہ : موجودہ رفقاء از حضرت علی بن ابی طالبؓ

ابن عائشہ نے اپنی مذکورہ سند سے بیان کیا کہ علیؓ کو خبر ملی کہ معاویہؓ کا ایک سوار دستہ انبار میں داخل ہوا اور ان کے ایک گورنر کو قتل کردیا جن کا نام حسان بن حسان تھا، تو آپؓ غضب ناک ہوکر چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے، یہاں تک کہ مقام نخیلہ آئے اور لوگ

بھی آپؓ کے پیچھے پیچھے ہولئے ، پھر آپؓ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا

امابعد! بے شک جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور جو شخص اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دیتا ہے اللہ اسے ذلت ورسوائی کا لباس پہنا دیتا ہے اور وہ ذلیل وخوار ہوتا ہے، میں نے شب وروز تمہیں اس قوم سے لڑنے کی دعوت دی ، خفیہ بھی اور علانیہ بھی اور میں نے تم سے کہا کہ ان پر یلغار کرو قبل اس کے کہ وہ تم پر یلغار کریں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی قوم سے ان کے اندرون ملک جنگ نہیں لڑی گئی مگر وہ ذلیل ورسوا ہوئے ،تم نے باہمی امداد ترک کر دی اور ایک دوسرے پر تکیہ کر کے بیٹھ گئے ، (جب میں نے تم سے حملہ کی بات کی) تو تم پر میری بات گراں گزری اور تم نے اس کو پس پشت ڈال دیا ، یہاں تک کہ تم پر حملے کئے گئے اور قبیلہ غامد کا ایک شخص اپنے گھوڑ سواروں کے ساتھ انبار میں داخل ہوا اور انہوں نے حسان بن حسان کو قتل کر دیا اور اہل انبار میں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو تہ تیغ کر دیا ، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ لوگ مسلمان اور ذمی عورتوں کے پاس گئے اور ان کے پازیب اور بالیاں چھین کر صحیح سلامت اپنے اکثر سواروں کے ساتھ واپس ہو گئے، ان میں سے کسی کو معمولی خراش تک نہ آئی ، اس حادثہ کے صدمہ سے اگر کسی مسلمان کی موت ہو جاتی ہے تو میرے نزدیک وہ قابل ملامت نہیں ہے بلکہ وہ میرے نزدیک لائق تحسین ہے، ہائے رے تعجب! یہ سوچ کر دل بیٹھ جاتا ہے، عقل حیرت میں پڑ جاتی ہے اور رنج والم بڑھ جاتا ہے کہ یہ لوگ باطل پر ہونے کے باوجود آپس میں متحد اور باہمی تعاون کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور تم حق پر ہوتے ہوئے بھی بزدلی اور پست ہمتی کا شکار ہو، یہاں تک کہ تم ان کے لئے نشانہ بن گئے، وہ تم پر تیر چلاتے ہیں اور تم نہیں چلاتے ، وہ تم پر حملہ کرتے ہیں اور تم نہیں کرتے ، تمہارے درمیان اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور تم اس سے راضی رہتے ہو، جب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان سے جاڑے میں لڑو تو تم کہتے ہو یہ سخت سردی کا موسم اور جاڑے کا وقت ہے اور اگر میں کہتا ہوں کہ ان سے موسم گرما میں لڑو تو تم کہتے ہو کہ شدت کی گرمی ہے، گرمی ختم ہونے تک ہمیں مہلت دیجئے، پس جب تم سردی اور گرمی سے فرار اختیار کرتے ہو تو بخدا تم تلوار سے تو اور زیادہ فرار اختیار کرو گے۔

اے مردوں کی شبیہ رکھنے والے نامردو! اور اے بے وقوفو! اور اے عورتوں کی عقل رکھنے والو! خدا کی قسم تم نے نافرمانی کر کے میری رائے کو بگاڑ دیا اور مجھ میں غصہ کی آگ بھر دی ہے، یہاں تک کہ قریش کہنے لگے کہ یقیناً ابو طالب کا بیٹا بہادر ہے لیکن جنگی امور کا ماہر نہیں ، اللہ ہی کے لئے ان کی خوبی ہے (انہوں نے کیا خوب کہا) ، مجھ سے بڑھ کر جنگ کے بارے میں کون جانتا ہے اور مجھ سے بڑھ کر کس کو اس کا تجربہ ہو سکتا ہے، قسم بخدا! جنگ میں میں اس وقت سے ہوں جبکہ میں بیس سال کا بھی نہ تھا اور آج میری عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہے، لیکن اس شخص کی کوئی رائے نہیں ہو سکتی جس کی اطاعت ہی نہ کی جائے ، آپؓ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔

4.6 لغوی تحقیق:

تحدث یتحدث تحدثا (باب تفعل)	بیان کرنا، روایت کرنا
خیل	مجازاً گھوڑ سواروں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے
ورد یرد ورودا (باب ضرب)	آنا
انبار	بغداد کے مغربی فرات پر واقع ایک شہر کا نام
نخیلة	ایک مقام کا نام
رقی یرقی (باب سمع) رقیا الجبل	پہاڑ چڑھنا

رباوة	ٹیلہ، اونچی زمین
الخسف	ذلت ورسوائی
سامه خسفا	ذلیل کرنا
ديّث يديّث تدييثا (باب تفعيل)	ذلیل ورسوا کرنا
صغار	ذلت وظلم
عقر الدار	گھر کا درمیان (گھر کا درمیانی حصہ)
تخاذل يتخاذل تخاذلا (باب تفاعل)	ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دینا، باہم مدد چھوڑ دینا
تواكل يتواكل تواكلا (باب تفاعل)	ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا
رغب يرغب رغبة و رغبا (باب سمع) عن	اعراض کرنا
شنّ يشن الغارة شنّا (باب نصر)	ہر طرف سے حملہ کرنا
حجل ج أحجال	پازیب
رَعْثة، رعَثة ج رعاث، جج رُعُث	بالی
ظِهري ج ظهاري	وہ کام جس کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا جائے اور اس کو بھلا دیا جائے
موفورين	صحیح سلامت اور کثیر تعداد کے ساتھ
كلم يكلم كلما (باب ضرب) فلانا	زخمی کرنا
أسف يأسف أسفا (باب سمع)	افسوس کرنا
ظفر مطلوبه يظفر ظفرا (باب سمع)	اپنے مطلوب کو پانا، حاصل کرنا
ظفر به	فتح پانا، غلبہ پانا
جدير	لائق، مناسب
تظافر القوم يتظافر تظافرا (باب تفاعل)	ایک دوسرے کی مدد کرنا
فشل	جنگ یا مصیبت کے وقت کمزوری اور بزدلی
أغار يغير إغارة (باب إفعال)	حملہ کرنا
أوان	وقت
قُرّ	سخت سردی
صِرّ	شدت کی سردی
حَمارّة ج حمارّ	گرمی کی شدت
قَيْظ ج أقياظ و قيوظ	گرمی کی شدت، گرمی کا موسم
أنظر ينظر إنظارا (باب إفعال)	مہلت دینا
انصرم ينصرم انصراما (باب انفعال)	کٹ جانا، ختم ہونا

طغام الأحلام	بے وقوف، کم عقل
حجلة ج حجال	وہ پردہ جو گھر کے اندر دلہن کے لئے ڈالا جاتا ہے
غیظ	غصہ، ناراضگی
درّ	خوبی، کمال
نیّف ینیّف تنییفا (باب تفعیل)	زائد ہونا
مارس الأمر یمارس ممارسۃو مراسا (باب مفاعلۃ)	کوئی کام مسلسل کرنا
غزا یغزو غزوا (باب نصر)	دشمن سے جہاد کے لئے جانا

4.7 ادبی صنف کا تعارف :

متن کا تعلق نثری اصناف ادب میں خطابت سے ہے، خطابت کی بنیاد زبان اور اس کا مقصد اپنے سامعین کو مطمئن کرنا اور انہیں اپنے مدعا کی طرف مائل کرنا ہے، ایک ماہر خطیب اس مقصد کے حصول لئے بہتر سے بہتر ذرائع استعمال کرتا ہے :

مقرر مختلف وسائل کو اختیار کرتے ہوئے سامعین کو اس بات پر مطمئن کرتا ہے کہ اس نے جو نظریہ اپنایا ہے وہ صحیح ہے اور فریق مخالف کا نظریہ غلط ہے، مختلف دلائل و براہین سے وہ اپنی بات ثابت کرتا ہے۔

وہ سامعین کے جذبات کو حرکت دیتے ہوئے یا تو ماحول کو پرسکون بنا دیتا ہے یا پھر ماحول کو گرما دیتا ہے، وہ اپنے افکار و خیالات کو اس طرح وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ وہ محسوسات معلوم ہونے لگتے ہیں اور سامعین متاثر ہوتے چلے جاتے ہیں پھر خطیب کے ساتھ ان کا یہ تاثر اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ خطیب اپنے مقصد کو بآسانی حاصل کر لیتا ہے۔

اس تاثیر کو پیدا کرنے میں سامعین کی عقلی سطح کی رعایت اور ان کے نفسیات کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے، نیز مطلب کی مکمل وضاحت، معانی اور الفاظ کی قوت، کلام کی رنگینی، بلاغت سے بھرپور ایجاز، موسیقی سے متصف جملے، نظریہ کی صداقت اور دلائل و براہین کی کثرت انتہائی اہم ہے۔

4.8 متن سبق کا موضوع :

لوگوں کی غفلت ولاپرواہی پر تنبیہ کرتے ہوئے انہیں جہاد کی ترغیب دینا اور دشمن سے مقابلہ کیلئے انکی حمیت وغیرت کو ابھارنا۔

4.9 متن سبق کی توضیح وتشریح:

4.9.1 خطبہ کا پس منظر :

حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت معاویہؓ کے ایک لشکر نے سفیان الغامدی کی قیادت میں انبار میں داخل ہو کر خوب قتل و غارتگری کی اور وہاں پر متعین حضرت علیؓ کے گورنر کو قتل کر دیا، عام لوگ بھی اس کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ نہیں رہے یہاں تک کہ اس نے مسلمان اور ذمی عورتوں کے پازیب، کنگن اور بالیاں چھین کر صحیح سلامت واپس ہو گیا، انبار کے لوگوں نے ان سے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی اور نہ ہی اس وحشیانہ کاروائی کا انہوں نے مقابلہ کیا، اس حادثہ نے آپ کو غضبناک بنا دیا اور اسی وقت آپ نے لوگوں میں یہ تاریخی خطبہ دیا جس نے خطبۃ الانبار کے نام سے تاریخی اور ادبی کتابوں میں شہرت پائی۔

4.9.2 مضمون:

حضرت علیؓ نے اپنے خطبہ کو انتہائی پرسکون اور باوقار انداز میں شروع کیا، اپنے متبعین کو جہاد کی ترغیب دی اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے پر ابھارا، جہاد کی فضیلت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جائیں گے۔

پھر انہیں آگاہ کیا کہ اگر وہ جہاد اور دشمنوں کے مقابلہ سے اعراض کرتے ہیں اور اس مقدس فریضہ سے روگردانی کرتے ہیں تو اللہ کے عذاب کے مستحق قرار پائیں گے، ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جائے گی اور اللہ کی رحمت اور اس کی عنایتوں سے دور ہو جائیں گے، بزدلی اور پستی ان کی علامت ہو جائے گی اور دنیا کے لوگوں کے لئے وہ ایسا لقمہ تر بن جائیں گے کہ ہر ایک ان کو اپنا نشانہ اور اپنی ظالمانہ کاروائیوں کا تختۂ مشق بنائے گا اور ان کے ساتھ ہمیشہ نازیبا سلوک روا رکھا جائے گا۔

جہاد کی ترغیب و فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ کا اسلوب جس وقار و متانت کا مظہر تھا وہ بدل جاتا ہے اور آپ اپنے متبعین کی بزدلی اور کاہلی، حق کی نصرت سے دوری اور آپسی عدم تعاون پر سرزنش کرتے ہیں، انہیں یاد دلاتے ہیں کہ آپؓ نے انہیں شب و روز جنگ کے لئے نکلنے کی دعوت دی، آپ نے خفیہ اور علانیہ انہیں جنگ کے لئے آمادہ کیا لیکن وہ بزدل اور کمزور تھے کہ ان ترغیبات کے باوجود جنگ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پائے، اور طرح طرح کے عذر لنگ پیش کرتے ہوئے جنگ سے روگردانی کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کی فوج گھر میں گھس آئی، نیک و بد کی تمیز کئے بغیر قتل و غارتگری کر گزری۔

پھر آپ نے اپنے مخاطبین کی حمیت و غیرت کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ دشمنوں نے اس پر بس نہیں کیا کہ وہ تمہارے مردوں کو قتل کرتے بلکہ انہوں نے تمہاری عورتوں کی عزت و آبرو کی بے حرمتی کی، ان سب کے باوجود وہ صحیح سلامت اس طرح لوٹ گئے جیسے وہ شکار کر کے واپس ہوئے ہوں، انہیں ذرا سا زخم نہیں آیا اور نہ ہی کسی نے ان سے قابل ذکر مقابلہ کیا۔

پھر تیسرے فقرے میں حضرت علیؓ نے دشمنوں کے باطل پر مضبوطی سے جمے رہنے اور باطل کی مدد کرنے پر اور اپنی قوم کے حق پر ہونے کے باوجود بزدلی دکھانے اور حق کی مدد نہ کرنے پر تعجب کا اظہار کیا، پھر آپ کا غصہ انتہاء کو پہنچ گیا تو سامعین کو یہ کہہ کر عار دلایا کہ " یا أشباه الرجال و لا رجال " آپ نے انہیں مردانگی سے خالی قرار دیا، یہ وہ عار ہے جس پر ہر مرد اپنی جان کی بازی لگانا پسند کرتا ہے، آپ نے انہیں عقل و خرد اور ہمت میں عورتوں اور بچوں کے مثل ٹھہرایا، یعنی ایک مرد کی حمیت و غیرت کو ابھارنے کے لئے جتنے وسائل ہو سکتے ہیں ان سب کا حضرت علیؓ نے استعمال کیا۔

تقریر کے اختتامی کلمات میں آپ فرماتے ہیں کہ تمہاری کاہلی اور بزدلی کی وجہ سے قریش مجھے اب یہ طعنہ دینے لگے ہیں کہ مجھے جنگ کا تجربہ نہیں حالانکہ بچپن سے ہی میں ایک جنگجو ہوں اور ابھی میری عمر بیس سال بھی نہیں تھی کہ میں جنگ کا مرد میدان رہا اور اب میری عمر ساٹھ سے متجاوز ہے، جنگ کا جتنا طویل تجربہ مجھے ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں، یہ کہہ آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ جنگ کی ناکامی کا ذمہ دار میں نہیں بلکہ تم ہو، پھر ایک انتہائی مؤثر کلمہ پر اپنی تقریر یوں ختم کرتے ہیں " و لكن لا رأي لمن لا يطاع "۔

4.10 متن کی خصوصیات :

4.10.1 معنی اور مضمون کے اعتبار سے:

(۱) خطبہ کے اجزاء آپس میں اس طرح مربوط اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں کہ سارے خطبہ میں موضوع کی وحدت اور یکسانیت اور مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

(۲) اس خطبہ میں مافی الضمیر کا مکمل اظہار ہے، چھوٹے چھوٹے جملے اور مانوس الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے اور ان کو منطقی انداز میں مرتب کیا

گیا ہے، موضوع کی تقسیم میں انتہائی باریک بینی سے کام لیا گیا ہے، پہلے تمہید ہے، اس کے بعد اپنے مدعا کو اس انداز سے تدریجاً پیش کیا گیا ہے کہ سامعین کے شعور واحساس کو مہمیز لگاتا ہے۔

4.10.2 سامعین کو مطمئن کرنے کے اعتبار سے:

(۳) حضرت علیؓ نے اپنے متبعین پر ثابت کردیا کہ وہ لوگ بزدل ہیں، اور اپنے دعوی کی دلیل یہ کہہ کردی کہ ''و قد دعوتكم الى حرب هؤلاء القوم ليلا و نهارا ، سرا و إعلانا ، و قلت لكم :اغزوهم من قبل أن يغزوكم ، فوالذى نفسى بيده ! ما غُزِيَ قوم قط فى عقر دارهم إلا ذلوا فتخاذلتم و تواكلتم و ثقل عليكم قولى ، و اتخذتموه وراء كم ظهريا ، حتى شنت عليكم الغارات---

''إذا قلت لكم : اغزوهم فى الشتاء قلتم : هذا أوان قر و صر ، و إن قلت لكم : اغزوهم فى الصيف قلتم : هذه حمارة القيظ ، أنظِرنا ينصرم الحر عنا ، فاذا كنتم من الحر و البرد تفرون ، فأنتم و الله من السيف أفر

(۴) آپؓ نے اپنے حق پر ہونے اور فریق مخالف کے گمراہ ہونے پر، اپنے متبعین کی کارستانی اور مخالفین کے موقف کی مکمل وضاحت فرمائی (من تظافر هؤلاء القوم على باطلهم ، و فشلكم عن حقكم)

(۵) قریش کی رائے کا رد وابطال کیا تا کہ اپنے ساتھیوں میں اعتماد بحال ہو سکے اور فنون سپاہ گری میں اپنی مہارت، جنگی تجربہ وقائدانہ صلاحیت کا بھرپور اظہار کیا، تا کہ لوگ آپؓ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر جوانمردی کے ساتھ جہاد کریں

(لله درهم ! و من ذا يكون أعلم مني أو أشد لها مراسا ، فوالله ! لقد نهضت فيها و ما بلغت العشرين ، و لقد نيفت اليوم على الستين)

4.10.3 اپنی بات کو مؤثر کرنے کے لئے ترغیب وترہیب کا استعمال:

(۶) آپ نے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ (إن الجهاد باب من أبواب الجنة) ہر مسلم کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو، لہذا اس موقعہ پر جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اس کو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ قرار دینا سامعین کے دلوں میں اثر پیدا کرتا ہے، اور انہیں جہاد کی طرف راغب کرتا ہے۔

(۷) ترہیباً فرمایا کہ (فمن تركه رغبة عنه ألبسه الله الذل ، و سيما الخسف ، و ديث بالصغار) تا کہ جو لوگ ابھی تک خواب غفلت میں ہیں اور جہاد سے بے رخی اختیار کر رہے ہیں انہیں یہ معلوم ہوجائے کہ ان کے اس طرح روگردانی کرنے سے وہ سرخرو ہو کر باعزت زندگی نہیں گذار سکتے ، بلکہ دنیا میں بھی انہیں ذلت ورسوائی کا سامنا ہوگا اور آخرت میں بھی انہیں نقصان اٹھانا پڑے گا، کیونکہ (الجهاد باب من أبواب الجنة) ہے۔

(۸) حمیت وغیرت کو ابھارنا جس کے لئے بزدل سے بزدل انسان بھی جان کی بازی لگانے اور مارنے مرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے یعنی عورت کی حفاظت اور اس کی عفت وعصمت کا تحفظ اور اس کا دفاع، آپؓ نے اس کا تذکرہ کیا (و الذى نفسى بيده ! لقد بلغني أنه كان يدخل على المرأة المسلمة و المعاهدة فتنزع أحجالهما ور عثهما ، ثم انصرفوا موفورين ، لم يكلم أحد منهم كلما ، فلو أن امرأ مسلما مات من دون هذا أسفا ما كان عندي فيه ملوما ، بل كان به عندى جديرا)

4.11 اسلوبی خصوصیات:

(۱) افکار وخیالات کی توانائی کے ساتھ ایسے الفاظ کا استعمال جن کا بدل مشکل ہے، موضوع کی مناسبت سے ایسے جملوں کا استعمال جو انتہائی پر

تاثیراورسامعین میں جوش پیدا کرتے ہیں(**هذا أوان قر و صر ، هذه حمارة القيظ ، فأنتم و الله من السيف أفر ، يا أشباه الرجال و لا رجال ، و يا طغام الأحلام ، و يا عقول ربات الحجال ، و لقد ملأتم جوفي غيظا**)

(۲) ایجاز، جگہ جگہ عبارتوں میں ایجاز کوملحوظ رکھا گیا ہے،مختصر الفاظ میں ڈھیر سارے معانی کوسمیٹا گیا ہے (**من تظافر هؤلاء القوم على باطلهم ، و فشلكم عن حقكم ، يا أشباه الرجال و لا رجال**)

(۳) جملوں کے اواخر میں موزونیت وموسیقیت پائی جاتی ہے جوسامعین میں دل چسپی اور رغبت پیدا کرتی ہے (**ليلا و نهارا ، سرا وإعلانا ، يغار عليكم و لا تغيرون ، و تغزون و لا تغزون**)

(۴) سجع کے مقابلہ اسلوب مرسل کا استعمال، جہاں کہیں سجع دکھائی دیتا ہے وہ بغیر تکلف کے ہے، سجع کی کوشش نہیں کی گئی۔

(۵) کلام کی رنگینی، خبر وانشاء کا استعمال

(۶) اپنی بات کومؤثر پیرایہ میں پیش کرنے کے لئے قسمیہ جملوں اورحروف تاکید کا کثرت سے استعمال(**فوالذى نفسي بيده ، فأنتم والله من السيف أفر ، فو الله ! لقد نهضت فيها و ما بلغت العشرين**)

اس خطبہ سے اس زمانہ کے سیاسی سماجی حالات پر روشنی پڑتی ہے، اسی طرح حضرت علیؓ کی شخصیت ابھر کرآتی ہے کہ آپ کوکس طرح مسلمانوں اور ذمیوں کا اہتمام ہوا کرتا تھا اوران کی حفاظت کی فکر لاحق رہتی تھی۔

4.12 خلاصہ : موجودہ رفقاء ۔ ازحضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام کے گورنر تھے، جب ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے کہا گیا توانہوں نے یہ مطالبہ رکھا کہ پہلے قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ سے انتقام لیا جائے پھر بیعت ہوگی، قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی قطعی شناخت نہ ہونے کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ انتقام کومؤخر کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے مطالبہ پر مصر رہے اس معاملہ نے طول پکڑا جس کے نتیجہ میں عالم اسلام دو گروہوں میں بٹ گیا، اہل شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی تھے اورآپس میں جنگ وجدال کا سلسلہ چل پڑا، اسی کی ایک کڑی انبار کا واقعہ ہے

حامیان علی رضی اللہ عنہ میں دہشت پیدا کرنے کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن 39ھ میں سفیان بن عوف کو چھ ہزار گھوڑسواروں کے ساتھ عراق کے اطراف واکناف پر حملہ کرنے لئے بھیجا، یہ لشکر انبار میں داخل ہوا، خوب لوٹ کھسوٹ اورقتل وغارت گری کر کے صحیح سلامت واپس ہوگیا، اس موقعہ پر انبار میں متعین حضرت علی کے تقریبا پانچ سوافراد پر مشتمل فوجی دستہ میں سے چار سوافراد میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن کچھ مخلصین ڈٹے رہے اورانہوں نے بڑی دلیری سے دشمن کا مقابلہ کیا جن میں حسان بن حسان بھی تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انبار کے گورنر تھے، آخر کار وہ بھی مارے گئے، اس واقعہ کی اطلاع جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوپہنچی تو آپ نہایت غضب ناک ہوکر نکلے اور مقام نخیلہ پہنچ کر آپ نے وہ تاریخی خطبہ دیا جوفصاحت و بلاغت کے اعلی معیار پر ہونے کی وجہ سے فن خطابت کا شاہکار قرار پایا

حضرت علی نے اپنی تقریر کی ابتداء میں لوگوں کو جہاد کی فضیلت اوراس کی اہمیت بتاتے ہوئے اس سے روگردانی کرنے والوں کوانجام سے باخبر کیا، یہ وہ موقعہ تھا کہ فساد اورخون خرابہ کی وجہ سے لوگوں کے دل مغموم وافسردہ تھے، ایک طرف انہیں دلاسا بھی دینا تھا اور

کوتاہیوں پر تنبیہ بھی کرنی تھی تو دوسری طرف ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ان کی غیرت کو للکارنا تھا، آپ نے جہاد کرتے ہوئے جو شہید ہو گئے تھے ان کے لئے جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جنت کی خوشخبری سنائی اور جہاد سے منھ موڑنے اور بے اعتنائی اختیار کرنے والوں کو ذلت ورسوائی کے خوف ناک انجام سے متنبہ کیا، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو یاد دلایا کہ میں نے تمہیں بار بار جہاد کی دعوت دی اور ان دشمنوں کا مقابلہ کرنے کو کہا لیکن تم نے میری بات پر کان نہیں دھرا اور غفلت کا شکار رہے، جس کے نتیجہ میں تمہیں آج کا یہ برا دن دیکھنا پڑا، آپ نے اپنی مسلسل کوششوں اور لوگوں کی بے حسی کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی میں نے تمہیں موسم سرما میں جہاد کے لئے کہا تو تم نے سردی کا عذر پیش کیا اور جب گرما میں کہا تو تم نے گرمی کا بہانہ کیا، دن گزرتے گئے، دشمن جری ہوتا گیا اور تم بزدل ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ تمہارے درمیان آئے اور قتل وغارتگری کر کے سب کچھ چھین کر صحیح سلامت واپس چلے گئے اور تم دیکھتے تکتے رہگئے، کیا اس وقت بھی تمہاری غیرت نہیں جاگی جب وہ تمہاری عورتوں کے پیروں سے پازیب اور کانوں سے بالیاں اتار کر لے گئے؟ لوگوں کی بے غیرتی پر اپنے گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لئے یہ حادثہ اتنا شرمناک ہے کہ اگر وہ مارے غیرت کے مر بھی جائے تو اس پر افسوس نہیں ہونا چاہئے۔

تقریر کے آخری حصہ میں اپنے غم وغصہ کا مکمل اظہار فرماتے ہوئے آپ نے کہا : او مردنما نامردوں، کم عقلو اور بے وقوفو! تمہاری بزدلی اور نافرمانی نے میرے منصوبے کو ناکام بنا دیا یہاں تک کہ قریش نے میرے تعلق سے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ابو طالب کے بیٹے کا بہادری اور جوانمردی میں جواب نہیں لیکن اسے جنگ کا تجربہ نہیں، قریش کی اپنے قول میں ناانصافی اور حقائق سے روگردانی پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ بھلا مجھ سے زیادہ اس کا علم اور تجربہ کس کو ہو سکتا ہے، میری عمر بیس سے بھی کم تھی اس وقت سے میں جنگ کر رہا ہوں اور آج میری عمر ساٹھ سے متجاوز ہے، لیکن وہ شخص کیا کر سکتا ہے جس کی بات ہی نہ مانی جائے، آپ نے اس کربناک جملہ کو تین مرتبہ دہرا کر اپنی تقریر ختم فرما دی۔

4.13 نمونہ سوالات :

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیات وخدمات پر ایک جامع نوٹ تحریر کیجئے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ کا بلاغتی ناحیہ سے تجزیہ کیجئے۔

۳۔ اسلوب خطابی کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کی خوبیوں کو نمایاں کیجئے۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ کا خلاصہ قلمبند کیجئے۔

۵۔ خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پس منظر کو واضح کیجئے۔

۶۔ خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالئے۔

۷۔ حسب ذیل عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بحوالہ متن سیاق وسباق واضح کیجئے۔

يا أَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلا رِجَالَ وَيَا طَغَامَ الأَحْلامِ ، وَ يَا عُقُوْلَ رَبَّاتِ الْحِجَالِ ! وَاللهِ! لَقَدْ أَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِيْ بِالْعِصْيَانِ ، وَلَقَدْ مَلأْتُمْ جَوْفِيْ غَيْظاً حَتّى قَالَتْ قُرَيْشٌ :اِبْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ ، وَلكِنْ لا رَأْيَ لَهُ فِيْ الْحَرْبِ . للهِ دَرُّهُمْ ! وَمِنْ ذَا يَكُوْنُ أَعْلَمُ بِهَا مِنِّيْ أَوْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاساً

۸۔مندرجہ ذیل عبارت پراعراب لگائیےاور ترجمہ کیجئے۔

يا عجبا كل العجب ! عجب يميت القلب ويشغل الفهم ويكثر الاحزان من تظافر هولاء القوم على باطلهم ، وفشلكم عن حقكم ، حتى اصبحتم غرضا ترمون ول ترمون ، ويغار عليكم ول تغيرون ، ويعصى الله فيكم وترضون ، اذا قلت لكم :اغزوهم في الشتاء قلتم : هذا اوان قر وصر ، و ان قلت لكم : اغزوهم في الصيف ، قلتم : هذه حمارة القيظ ، انظرنا ينصرم الحر عنا . فاذا كنتم من الحر والبرد تفرون ، فانتم والله من السيف افر .

4.13 مطالعہ کیلئے مفید کتابیں :

ا۔الکامل للمبرد

۲۔البیان والتبیین للجاحظ

۳۔العقد الفرید لابن عبدربہ

۴۔ نہج البلاغۃ لشریف رضی

۵۔ عربی ادب کی تاریخ ازعبدالحلیم ندوی

۶۔المرتضی ازابوالحسن علی ندوی

۷۔تاریخ ادب عربی ازحسن زیات

۸۔المفید فی الادب العربی، لجماعۃ من الکتاب

۹۔الفن ومذاہبہ فی النثر العربی لشوقی ضیف